

منہاج اسلام

اسلامی طرز زندگی
تمام شعبہ ہائے زندگی متعلق قرآن و سنت کی تعلیمات

تألیف / فضیلہ شیخ ابوبکر جابر الجزائری حفظہ اللہ

ترجمہ / شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق الازہری

دارالسلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
ریاض

”جو شخص اللہ عزوجل کے راستہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے، اللہ اس کا چہرہ اس دن کے عوض جہنم سے ستر سال دور کر دے گا۔“

نیز ارشاد فرمایا: «إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ دَعْوَةً لَا تُرَدُّ» (رواہ ابن ماجہ والحاکم وصحیحہ) ”انظار کے وقت روزے دار کی دعا رد نہیں کی جاتی۔“

نیز ارشاد ہے: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ» (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

”جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ”ریان“ کہا جاتا ہے، قیامت کے دن اس سے روزے دار داخل ہوں گے۔ ان کے علاوہ اس میں سے کوئی اندر نہیں جاسکے گا۔ پکارا جائے گا روزے دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے، ان کے سوا کوئی اور اس (دروازے) سے داخل نہیں ہو گا۔ جب یہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر بعد میں کوئی بھی اس میں داخل نہ ہو گا۔“

(ب) - روزہ کے فوائد:

روزے کے روحانی، اجتماعی اور طبی فوائد ہیں۔ روزے کے روحانی فوائد میں ”صفت صبر“ کے حصول اور اس کو قوی بنانا ہے، یہ اپنے آپ پر کنٹرول کرنا سکھاتا ہے اور اس میں معاون بنتا ہے، اسی طرح نفس و روح میں تقویٰ کا ملکہ ایجاد کرتا اور اس کو بڑھاتا ہے۔ اور یہ علت تقویٰ، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس فرمان سے واضح ہوتی ہے۔

ارشاد ہے: ﴿يَتَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرة ۱۸۳/۲)

”اے ایمان والو! تم پر روزہ اس طرح فرض ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔“

روزے کے اجتماعی فوائد میں سے یہ ہے کہ اس سے امت میں نظم و نسق اور اتحاد کی عادت پیدا ہوتی ہے، عدل و مساوات سے محبت بڑھتی ہے اور ایمانداروں میں ”جذبہ ترحم“ اور ایک دوسرے پر احسان کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح روزہ معاشرے کو مفاسد اور خرابیوں سے بچاتا ہے۔ اور روزے کے طبی فوائد میں سے یہ ہے کہ اس سے آنتیں درست ہوتی ہیں، معدہ کی اصلاح ہو جاتی ہے، جسم کو فضلات اور بے کار اجزاء سے پاک و صاف کرتا ہے اور اسی طرح موٹاپے اور پیٹ کی چربی کے بوجھ میں کمی کا موجب بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہے:

روزہ کے احکام

[اس میں دس مادے ہیں]

پہلا مادہ

(۱) صوم (روزے) کی تعریف اور تاریخ فرضیت

روزے کی تعریف:

”صیام“ لغت عرب میں مطلق رک جانے کو کہتے ہیں۔ شرعاً اس کا مفہوم یہ ہے کہ عبادت کے ارادہ سے کھانے، پینے اور عورتوں کی مجامعت اور دیگر روزہ توڑ دینے والی چیزوں سے صبح صادق کے طلوع سے سورج کے غروب تک اجتناب کرنا۔

(۲) روزے کی تاریخ فرضیت:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے پہلی امتوں کی طرح امت محمدیہ ﷺ پر بھی اپنے درج ذیل فرمان میں روزہ فرض قرار دیا ہے:

﴿يَتَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرة ۱۸۳/۲)

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔“

یہ آیت مبارکہ بروز سوموار شعبان المعظم ۲ھ میں نازل ہوئی۔

دوسرا مادہ

روزے کی فضیلت اور فائدے

(الف) - روزے کی فضیلت:

درج ذیل احادیث مبارکہ روزے کی فضیلت و اہمیت کو ثابت کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ» (رواہ أحمد وغیرہ) ”روزہ جہنم سے ڈھال ہے، جس طرح تمہارے ایک کی لڑائی سے بچانے والی ڈھال ہوتی ہے۔“ اور فرمایا: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ زَحَرَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ بِذَلِكَ الْيَوْمِ سَبْعِينَ خَرِيفًا» (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

«صُومُوا تَصِحُّوا» (رواہ ابن السنی وأبو نعیم وحسنہ السیوطی)
 "روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے۔"

تیسرا مادہ

مستحب، مکروہ اور ناجائز روزوں کا بیان

(الف) کون سے روزے مستحب ہیں؟

درج ذیل ایام میں روزہ رکھنا مستحب ہے:

(۱) یوم عرفہ: نو ذوالحجہ کو روزہ رکھنا مستحب ہے، سوائے محرم (جس نے احرام باندھا ہے) کے، وہ روزہ نہ رکھے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«صَوْمُ يَوْمِ عَرَفَةَ يُكَفِّرُ ذُنُوبَ سَنَتَيْنِ مَاضِيَةٍ وَمُسْتَقْبَلَةٍ، وَصَوْمُ عَاشُورَاءَ يُكَفِّرُ سَنَةً مَاضِيَةً» (صحیح مسلم)

"نو ذوالحجہ کا روزہ، گزشتہ اور آنے والے دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے، اور دس محرم کا روزہ گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔"

(۲) عاشورہ کا روزہ: یعنی محرم کے نویں اور دسویں دن کا روزہ بھی مستحب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«وَصَوْمُ عَاشُورَاءَ يُكَفِّرُ سَنَةً مَاضِيَةً» (صحیح مسلم)
 "دس محرم کا روزہ گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے خود دس محرم کا روزہ رکھا اور اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم دیا، اور فرمایا:

«فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ» (رواہ مسلم وأبو داود)

"ان شاء اللہ ہم اگلے سال نو محرم کا (بھی) روزہ رکھیں گے۔"

(۳) شوال کے چھ روزے بھی مستحب ہیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَاتَّبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ» (صحیح مسلم)
 "جس نے رمضان کے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے سارا سال روزے رکھے۔"

(۴) ماہ شعبان کے پہلے پندرہ دنوں میں روزے رکھنا مستحب ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ، وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِي شَهْرِ شَعْبَانَ» (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

"رمضان المبارک کے علاوہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پورا مہینہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا"

اور شعبان کے ایام سے زیادہ کسی اور مہینہ میں روزے رکھتے بھی میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔"

(۵) ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے روزے رکھنا مستحب ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ - يَغْنِي الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ - قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ» (صحیح البخاری)

"ذوالحجہ کے دس دنوں سے بڑھ کر کوئی دن نہیں جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہو۔ لوگوں نے کہا "یا رسول اللہ ﷺ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟" فرمایا "جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، الا یہ کہ کوئی شخص اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد میں چلا جائے اور پھر ان (دونوں میں سے) کچھ واپس نہ لائے۔ (یعنی شہید ہو جائے)"

(۶) محرم کے مہینہ میں روزے بھی اسی قبیل سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا کہ رمضان المبارک کے بعد کونسا روزہ افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

«شَهْرُ اللَّهِ الَّذِي تَدْعُونَهُ الْمُحَرَّمَ» (صحیح مسلم)
 "اللہ کے اس مہینے میں جسے تم محرم کہتے ہو۔"

(۷) ایام بیض یعنی ہر ماہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ مستحب ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَصُومَ مِنْ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ الْبَيْضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةٍ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ، وَقَالَ: هِيَ كَصَوْمِ الدَّهْرِ» (سنن النسائي و صححه، سنن ابن ماجه و سنن ابن حبان)

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ایام بیض یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھیں اور فرمایا "یہ سال کے روزے کی طرح ہیں۔"

(۸ - ۹) سوموار اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام طور پر ان دنوں میں روزہ رکھتے تھے۔ اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا، تو فرمایا:

«إِنَّ الْأَعْمَالَ تُغْرَضُ كُلُّ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ، فَيَغْفِرُ اللَّهُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ أَوْ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ إِلَّا الْمُتَهَاجِرِينَ فَيَقُولُ: أَخْرَهُمَا» (مسند أحمد و سندہ صحیح)

"ہر سوموار اور جمعرات کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں، سب مسلمانوں یا ایمان والوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ معاف کر دیتا ہے، سوائے آپس میں ترک گفتگو کرنے والوں کے۔ ان کے بارے میں فرماتا ہے کہ ان کا معاملہ مؤخر کر دو۔"

(۱۰) ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار مستحب ہے، اس لئے کہ بنی اللہ کا قول ہے:

«أَحَبُّ الصَّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَهُ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَكَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا» (صحیح البخاری و صحیح مسلم)

”اللہ کو روزوں میں داؤد علیہ السلام کے روزے زیادہ پسند ہیں اور نمازوں میں بھی داؤد علیہ السلام کی نماز زیادہ پسند ہے۔ وہ نصف رات سوتے اور ایک تہائی قیام کرتے اور پھر چھٹا حصہ سوتے اور اسی طرح ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔“

(۱۱) غیر شادی شدہ کیلئے جو نکاح کی طاقت نہیں رکھتا، اس کیلئے روزہ رکھنا بہتر ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصْرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ» (صحیح البخاری)

”جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کر لے، یہ نگاہ کو بہت نیچا کرتا ہے اور شرم گاہ کو بہت بچاتا ہے اور جو طاقت نہیں رکھتا وہ روزہ رکھے، یہ اس کیلئے (شہوت کی تیزی) ختم کرنے والا ہے۔“

ب - مکروہ روزے:

(۱) میدان عرفات میں وقوف کرنے والے حجاج کیلئے یوم عرفہ کا روزہ ناجائز ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ والوں کیلئے روزہ ممنوع قرار دیا ہے۔ (سنن ابی داؤد)

(۲) صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا بھی درست نہیں، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عِنْدَكُمْ فَلَا تَصُومُوا إِلَّا أَنْ تَصُومُوا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ» (مسند بزار وسندہ جید وأصله في الصحيحين)

”جمعہ کا دن تمہارے لئے عید ہے، اس دن کا روزہ نہ رکھو، الا یہ کہ ایک دن پہلے یا بعد کا اس کے ساتھ روزہ رکھو۔“

(۳) صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا بھی درست نہیں، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا تَصُومُوا يَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِيمَا افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ، وَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا لِحَاءَ عِنَبٍ أَوْ عُودَ شَجَرَةٍ فَلْيَمْضِغْهُ» (أصحاب السنن وحسنہ الترمذی)

”ہفتہ کے دن فرض روزہ کے علاوہ کوئی روزہ نہ رکھو، اگر اس دن کھانے کو کچھ نہ ملے تو انگور کا چھلکا یا پودے کی لکڑی ہی چباؤ۔“

(۴) شعبان کے آخری ایام میں بھی روزہ مکروہ ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ فَلَا تَصُومُوا» (أصحاب السنن وصححه ابن حبان)

”جب شعبان کا نصف ہو جائے تو روزے نہ رکھو۔“

تنبیہ:

مذکورہ بالا ایام میں روزے رکھنا مکروہ تیزی ہے، جبکہ درج ذیل ایام میں روزے رکھنا مکروہ تحریمی یعنی حرام ہے:

(۱) ”وصال کے روزے“۔ یعنی دو یا زیادہ دن کے افطار کے بغیر تسلسل سے روزے رکھنا، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے:

«لَا تُوَاصِلُوا» (صحیح البخاری)

”وصال نہ کرو (بغیر افطار کے لگاتار روزے نہ رکھو)۔“

نیز فرمایا: «إِيَّاكُمْ وَالْوَصَالَ» (صحیح البخاری و صحیح مسلم)

”اپنے آپ کو وصال (یعنی بلا افطار روزے رکھنے) سے بچاؤ۔“

(۲) شعبان کی تیس تاریخ کو شک کا روزہ رکھنا بھی ناجائز ہے،

اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: «مَنْ صَامَ يَوْمَ الشَّكِّ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ۖ» (صحیح البخاری و صحیح مسلم)

”جو شک کے دن کا روزہ رکھے، اس نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔“

(۳) ”سارے سال کے روزے“۔ یعنی کسی بھی دن چھوڑے بغیر پورا سال روزے رکھنا بھی اسی قبیل سے ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ» (صحیح مسلم)

”جس نے ہمیشہ روزہ رکھا، اس نے کوئی روزہ نہ رکھا۔“

نیز فرمایا: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ» (مسند أحمد وسنن النسائي وصححه)

”جس نے ہمیشہ روزہ رکھا، اس نے نہ تو روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔“

(۴) خاوند کی موجودگی میں بیوی کا خاوند کی اجازت کے بغیر (نفل) روزہ رکھنا بھی حرام ہے۔

فرمان رسول اللہ ﷺ ہے:

«لَا تَصُومِ الْمَرْأَةُ يَوْمًا وَاحِدًا وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ إِلَّا رَمَضَانَ» (صحیح البخاری و صحیح مسلم)

”رمضان کے علاوہ عورت خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر ایک دن بھی روزہ نہ رکھے۔“

ج - حرام روزے:

(۱) عید الفطر و عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا، عمرہ و حج فرماتے ہیں دو دنوں میں روزہ رکھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع کر دیا ہے، ایک عید الفطر کا دن اور دوسرا قربانی کا دن۔ (صحیح مسلم)

(۲) ایام تشریق یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کے روزے رکھنا۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں ایک اعلان کرنے والے کو بھیجا جو اونچی آواز سے اعلان کر رہا تھا کہ ان ایام میں روزے نہ رکھو کیونکہ یہ کھانے پینے اور مجامعت کے ایام ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔

(۳) ماہواری اور نفاس کے دنوں میں روزے رکھنا۔ اس لئے کہ امت کا اجماع ہے کہ حیض و نفاس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

«الْيَسْتِ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟ فَذَلِكَ مِنْ نَقْصَانِ دِينِهَا» (صحیح البخاری)

”کیا ایسے نہیں کہ جب عورت کو حیض آتا ہے، نہ وہ نماز پڑھتی ہے اور نہ ہی روزہ رکھتی ہے؟ یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔“

(۴) بیمار آدمی جسے روزہ رکھنے سے ہلاکت کا اندیشہ ہو، کا روزہ رکھنا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ (النساء ۴/۲۹)

”اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تمہارے ساتھ مہربان ہے۔“

چوتھا مادہ

روزے کی فرضیت و فضیلت

الف - رمضان کے روزے واجب ہیں:

کتاب و سنت اور اجماع امت سے رمضان کے مہینہ کے روزوں کا فرض ہونا ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ﴾ (البقرة ۲/۱۸۵)

”ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے، جو لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے، پس جو تم میں سے رمضان کو پالے وہ اس کے روزے رکھے۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يُنَى الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَحَجُّ الْبَيْتِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ» (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔“

اور فرمایا: «عُرِيَ الْإِسْلَامُ وَقَوَاعِدُ الدِّينِ ثَلَاثَةً، عَلَيْهِنَّ أُسِّسَ الْإِسْلَامُ مَنْ تَرَكَ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ فَهُوَ بِهَا كَافِرٌ حَلَالُ الدِّمِ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَالصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ» (رواہ أبو یعلیٰ فی مسندہ بسند حسن)

”اسلام کے قواعد و بنیادیں تین ہیں جن پر اسلام کی عمارت تعمیر کی گئی ہے، جو کسی ایک کو چھوڑ دیتا ہے وہ کافر ہے اور اس کا خون حلال ہے۔ اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، فرض نماز اور رمضان کے روزے۔“

ب - رمضان المبارک کی فضیلت:

رمضان المبارک کی بڑی فضیلت ہے اور اسے دوسرے مہینوں پر بہت ساری باتوں میں برتری حاصل ہے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ، إِذَا اجْتُنِبَتِ الْكِبَايِرُ» (صحیح مسلم)

”پانچ نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک، اگر بڑے گناہوں سے اجتناب کیا جائے تو (یہ تینوں) درمیانی عرصہ کے گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔“

اور فرمایا: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”جو شخص ایمان کے ساتھ اور طلبِ ثواب کیلئے رمضان کے روزے رکھتا ہے، اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

اور فرمایا: «وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي يَلْهَثُ عَطَشًا، كُلَّمَا وَرَدَ حَوْضًا مُنِعَ مِنْهُ، فَجَاءَهُ صِيَامُ رَمَضَانَ فَسَقَاهُ وَرَوَّاهُ» (معجم الطبرانی فی حدیث طویل)

”میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو (خواب میں دیکھا) کہ وہ پیاس سے ہانپ رہا تھا، جب بھی وہ

حوض پر وارد ہوتا اسے روک دیا جاتا (یہ وہ شخص ہے کہ) جب اس کے پاس رمضان کا روزہ آیا تو اس نے اس کو پانی دیا اور سیر کر دیا۔ (یعنی روزہ نہ رکھا)۔

اور فرمایا: «إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ، وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ، وَنَادَى مُنَادٌ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلَّهِ عِتْقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ» (سنن الترمذی وقال غریب، وصححه الحاكم علی شرط الشيخین)

”رمضان کی پہلی رات شیاطین اور سرکش جنات باندھ دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھلتا اور بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا اور اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے ”اے اچھائی کے متلاشی! آگے بڑھ اور اے شر کے متلاشی! رک جا اور (بہت سے لوگوں کو) اللہ جہنم سے آزاد کرتا ہے اور یہ ہر رات ہوتا ہے۔“

پانچواں مادہ

رمضان میں نیکی اور احسان کرنے کی فضیلت

رمضان المبارک کی فضیلت کی وجہ سے اس میں نیکی، خیرات اور احسان کے کاموں کی بہت فضیلت ہے۔ ذیل میں ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

(۱) صدقہ و خیرات:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ صَدَقَةُ رَمَضَانَ» (سنن الترمذی وهو ضعیف)

”رمضان کی خیرات افضل خیرات ہے۔“

اور فرمایا: «مَنْ فَطَرَ صَائِمًا فَلَهُ أَجْرُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ» (مسند أحمد وسنن الترمذی وهو صحيح)

”جو شخص کسی روزے دار کو افطار کراتا ہے تو وہ روزے دار کا ثواب کم کئے بغیر اس کے برابر ثواب کا مستحق ہو گا۔“

اور فرمایا: «مَنْ فَطَرَ صَائِمًا عَلَى طَعَامٍ أَوْ شَرَابٍ مِنْ حَلَالٍ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ فِي سَاعَاتِ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَصَلَّى عَلَيْهِ جِبْرِيلُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ» (رواه الطبرانی وأبو الشيخ)

”جو شخص کھانے پینے کی کسی حلال چیز کے ساتھ کسی روزے دار کا روزہ افطار کراتا ہے تو سارا رمضان فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام لیلۃ القدر میں اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔“

اور رسول اللہ ﷺ خیرات کرنے میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں جب جبرائیل علیہ السلام آپ کو ملتے تو آپ بہت ہی سخاوت کرتے۔ (صحیح بخاری)

(۲) رات کا قیام:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» (صحیح البخاری وصحیح مسلم)

”جو شخص ایمان کے ساتھ اور طلب ثواب کیلئے رمضان کا قیام کرتا ہے، اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“

اور رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کی راتوں میں جاگتے تھے اور آخری دس راتوں میں اپنے اہل اور ہر چھوٹے بڑے کو جو نماز پڑھ سکتا تھا، بیدار کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

(۳) تلاوت قرآن کریم:

رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں کثرت سے تلاوت کرتے تھے اور جبرائیل علیہ السلام بھی رمضان المبارک میں آپ کے ساتھ قرآن پاک کا دور کرتے تھے۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ قیام رمضان میں قرات دوسرے ایام کے مقابلہ میں لمبی کرتے تھے۔ ایک رات حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ قیام کیا تو آپ نے سورہ بقرہ پڑھی، پھر آل عمران اور پھر سورہ نساء۔ جب آپ آیت تنخوف پڑھتے تو ٹھہر جاتے اور سوال (یعنی دعا) کرتے۔ ابھی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں کہ بلال رضی اللہ عنہ آگئے اور صبح کی نماز کی اطلاع دی، جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے:

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: «الصَّيَّامُ وَالْقِيَامُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُولُ الصَّوْمُ: رَبِّ مَنْعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ بِالنَّهَارِ، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ: مَنْعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفَعْنَا فِيهِ» (مسند أحمد وسنن النسائی)

”روزہ اور قرآن بندے کیلئے قیامت کے دن سفارش کریں گے، روزہ کہے گا ”اے رب! میں نے اسے دن میں کھانے اور پینے سے روکا تھا“ اور قرآن کہے گا ”میں نے اسے رات کے وقت سونے سے روکا تھا تو اس کے حق میں ہماری سفارش قبول فرما۔“

اللہ عزوجل کا تقرب حاصل کرنے کیلئے برائے عبادت مسجد میں رہنا اعتکاف کہلاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اعتکاف بیٹھتے تھے اور وفات تک رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں مسجد میں اعتکاف آپ ﷺ معمول رہا۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ آپ نے فرمایا:

«الْمَسْجِدُ بَيْتُ كُلِّ تَقِيٍّ، وَتَكْفَلُ اللَّهُ لِمَنْ كَانَ الْمَسْجِدُ بَيْتَهُ بِالرُّوحِ وَالرَّحْمَةِ وَالْجَوَازِ عَلَى الصَّرَاطِ إِلَى رِضْوَانِ اللَّهِ إِلَى الْجَنَّةِ» (معجم الطبرانی ومسند بزار)

”مسجد ہر متقی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کیلئے جس کا گھر مسجد ہے خوشی، رحمت اور پل صراط سے گزر کر اپنی رضائیں بہشت کی ضمانت دی ہے۔“

(۵) عمرہ کرنا:

رمضان المبارک میں اللہ کے گھر کی زیارت، طواف اور سعی صفا و مروہ کرنا عمرہ کہلاتا ہے، رمضان کے عمرہ کے بارے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةَ مَعِي» (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے (ثواب کے) برابر ہے۔“

اور فرمایا: «الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا» (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”ایک کے بعد دوسرا عمرہ درمیانے گناہوں کیلئے کفارہ ہے۔“

چھٹا مادہ

کس چیز سے رمضان المبارک کی آمد کا پتہ چلتا ہے؟

رمضان المبارک کی آمد کا ثبوت (صحیح علم) یا تو اس طرح ہو گا کہ اس سے پہلے مینے شعبان کے تیس دن مکمل ہو چکے ہوں، اکیسواں دن رمضان کی پہلی تاریخ ہوگی، یا پھر چاند دیکھنے سے اس کی آمد کا فیصلہ ہو گا، یعنی شعبان کی تیسویں رات کو اگر چاند نظر آجائے تو رمضان المبارک شروع ہو جائے گا اور اس صورت میں اگلے دن کا روزہ رکھنا فرض ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرة ۱۸۵/۲)

”تم میں سے جو رمضان کا مہینہ پالے، وہ اس کے روزے رکھے۔“

اور نبی ﷺ نے فرمایا: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ» (صحیح مسلم)

”جب تم چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب (شوال کا) چاند دیکھ لو تو افطار کرو، اگر بادل (وغیرہ) ہوں

تو تیس دن کی گنتی پوری کرلو۔“

رمضان المبارک کے چاند کیلئے ایک یا دو عادل گواہوں کی گواہی کافی ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے چاند کی رویت کیلئے ایک گواہ کی گواہی کو کافی قرار دیا ہے۔ (ابوداؤد وغیرہ، یہ حدیث صحیح ہے)

البتہ افطار کیلئے شوال کے چاند کا اثبات (کم از کم) دو عادل گواہوں سے ہو گا۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے افطار کیلئے ایک گواہ کی گواہی کو نافذ نہیں کیا ہے۔ (معجم طبرانی و سنن دارقطنی)

تنبیہ:

جو شخص رمضان کا چاند دیکھ لیتا ہے اور (کسی وجہ سے) اس کی گواہی مسترد ہو جاتی ہے تو وہ خود^(۱) روزہ رکھے گا لیکن اگر افطار کا چاند دیکھ لیتا ہے اور اس کی گواہی قبول نہیں ہوتی تو وہ افطار نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُومُونَ، وَالْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُونَ، وَالْأَضْحَى يَوْمَ تُضْحُونَ» (سنن ترمذی)

”روزہ اس دن ہے جب تم روزہ رکھو اور افطار اس دن ہے جب تم افطار کرو اور قربانی اس دن ہے جس دن تم قربانی کرو۔“

ساتواں مادہ

روزہ کی شرائط اور مسافر، مریض، بوڑھے، حاملہ

اور دودھ پلانے والی عورت کے روزے کا حکم

(۱) روزے کی شرائط:

مسلمان پر روزہ تب فرض ہوتا ہے جب وہ عاقل اور بالغ ہو۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ، وَالنَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَخْتَلِمَ» (رواہ أحمد و أبوداؤد و هو صحیح)

”تین آدمی مرفوع القلم ہیں: مجنون افاقہ ہونے تک، سونے والا بیدار ہونے تک اور نابالغ بالغ ہونے تک۔“

اور مسلمان عورت کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ حیض و نفاس سے پاک ہو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ

(۱) مگر محولہ حدیث مبارک کے الفاظ «الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُومُونَ» کا تقاضا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے۔ (الاثری)

نے عورت کے دینی نقصان میں فرمایا:

«الْيَسْتِ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تَصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟» (صحیح بخاری)

”کیا ایسے نہیں کہ جب وہ حیض سے ہوتی ہے، نہ نماز پڑھتی ہے، نہ روزہ رکھتی ہے؟“

ب۔ مسافر کا روزہ:

مسلمان جب اڑتالیس میل (مسافت قصر) کے سفر کا ارادہ کرے تو شارع ﷺ نے اسے اجازت دی ہے کہ روزہ نہ رکھے اور جب گھر واپس آئے تو پھر قضا کر لے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (البقرة ۱۸۴/۲)

”سو جو تم میں بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے۔“

ہاں اگر سفر میں روزہ رکھنے میں مسافر کو مشقت نہیں ہوتی اور وہ روزہ رکھ لے تو اچھا ہے اور اگر روزہ میں دوران سفر تکلیف ہو تو افطار بہتر ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جنگ کیلئے جاتے تھے، رمضان المبارک میں ہم میں سے بعض روزہ رکھتے اور بعض نہ رکھتے، کوئی کسی پر معترض نہیں ہوتا تھا۔ البتہ یہ بات پیش نظر رہتی تھی کہ جو روزہ آسانی سے رکھ سکتا ہے وہ روزہ رکھے اور جو کمزور ہے وہ افطار کرے، یہ بہتر ہے۔“ (صحیح مسلم)

ج۔ بیمار کا روزہ:

رمضان المبارک میں مسلمان بیمار ہو جائے تو وہ شدید مشقت برداشت کئے بغیر اگر روزہ رکھ سکتا ہے تو روزہ رکھے ورنہ افطار کرے، پھر اگر اس کو بیماری سے تندرست ہونے کی توقع ہے تو ان ایام کے روزوں کی قضا کرے اور اگر تندرست ہونے کی امید نہیں ہے کہ مرض دائمی ہے تو ہر روز ایک مد طعام کسی مستحق کو کھلائے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ (البقرة ۱۸۴/۲)

”اور اس کی (مشقت کے ساتھ) طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کا کھانا دیں۔“

د۔ بوڑھے کے روزے کا حکم:

مسلمان مرد یا عورت اگر بڑھاپے کی اس حد کو پہنچ جائیں کہ روزہ نہ رکھ سکیں تو ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ”بہت بوڑھے کیلئے اجازت ہے کہ وہ ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور اس پر قضا نہیں ہے۔“ (سنن دار قطنی و مستدرک حاکم اور انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)

ه۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے روزے کا حکم:

مسلمان عورت اگر حاملہ ہے اور روزہ رکھنے کی صورت میں اسے یا حمل کے لئے کوئی خطرہ ہے تو انظار کرے اور عذر زائل ہونے کے بعد قضا کرے۔ اگر یہ عورت دولت مند ہے تو روزانہ ایک مد گندم بھی خیرات کرے، تاکہ اس کیلئے زیادہ ثواب کا باعث بنے اور اسے فضیلت حاصل ہو۔

یہی حکم دودھ پلانے والی عورت کا ہے کہ اگر اسے یا اس کی اولاد کو خطرہ ہے تو وہ روزہ نہ رکھے، جبکہ اسے اور کوئی عورت دودھ پلانے کیلئے نہیں ملتی۔ یہ حکم قرآن پاک کی اس آیت سے استنباط کیا گیا ہے:

﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ (البقرة ۱۸۴/۲)

”اور اس کی (مشقت کے ساتھ) طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کا کھانا دیں۔“

﴿يُطِيقُونَهُ﴾ کا اصل لغت میں مفہوم یہ ہے کہ وہ روزہ رکھنے میں شدید مشقت پائیں۔ اگر ایسے لوگ انظار کریں تو قضا کریں گے، یا ایک مسکین کو طعام دیں گے۔

تنبیہ:

(۱) اگر کوئی شخص بلا عذر اگلے رمضان کے داخل ہونے تک فوت شدہ روزوں کی قضا نہیں دے سکا تو اس پر لازم ہے کہ وہ بطور قضا ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

(۲) اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ» (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”جو فوت ہو جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے۔“

آپ نے اس شخص کیلئے فرمایا، جس نے یہ کہا تھا:

«إِنَّ أُمَّنِي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمٌ شَهْرٍ، أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، فَدَيْنُ اللَّهِ

أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى» (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”میری ماں فوت ہو گئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے باقی تھے، کیا میں اس کی طرف سے قضا کروں؟ تو فرمایا ”ہاں“ اللہ کا قرض زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کو ادا کیا جائے۔“

روزے کے ارکان، سنن اور مکروہات

آنحواں مادہ

الف۔ روزے کے ارکان:

(۱) نیت کرنا: یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اور اس کا قرب حاصل کرنے کیلئے دل میں روزہ رکھنے کا پختہ عزم کرنا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«إِثْمًا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ» (صحیح بخاری)

”عملوں کا انحصار نیتوں پر ہے۔“

اگر روزہ فرض ہو تو صبح صادق سے پہلے رات کو ہی اس کی نیت و ارادہ کرے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: «مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا صِيَامَ لَهُ» (سنن ترمذی)

”جو رات کو روزہ کی نیت نہ کرے، اس کا روزہ نہیں ہے۔“

اور اگر روزہ نفل ہو تو طلوع فجر کے بعد بھی نیت کر سکتا ہے، بلکہ اگر کچھ کھلایا یا نہیں ہے تو سورج طلوع ہونے کے بعد بھی نیت ہو سکتی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، فَقَالَ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ قُلْنَا لَا، قَالَ: فَإِنِّي صَائِمٌ» (صحیح مسلم)

”ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور فرمایا ”کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟“ ہم نے کہا ”نہیں“ آپ نے فرمایا ”تو پھر میں روزے دار ہوں۔“

(۲) امساک: یعنی کھانے پینے اور مجامعت سے رکنا۔

(۳) وقت: اس سے مراد پورا دن ہے، یعنی صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک کا وقت روزے کا وقت ہے۔ اگر کوئی شخص رات کا روزہ رکھے اور دن میں افطار کرے تو یہ صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ (البقرة ۱۸۷/۲)

”اور رات (کی ابتداء) تک روزہ پورا کرو۔“

ب - روزے میں مسنون امور:

(۱) افطار جلدی کرنا مسنون ہے، بایں طور کہ سورج غروب ہونے کے فوراً بعد افطار کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ» (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”جب تک لوگ جلدی افطار کریں گے، اچھائی میں رہیں گے۔“

اور انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ لِيُصَلِّيَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يُفْطِرَ، وَلَوْ عَلَى شَرْبَةِ مَاءٍ» (سنن ترمذی و حسنہ)

”نبی ﷺ افطار کئے بغیر مغرب کی نماز نہیں پڑھتے تھے، چاہے ایک گھونٹ پانی سے افطار کرتے۔“

(۲) تازہ یا خشک کھجور یا پانی سے روزہ افطار کرنا سنت ہے۔ اور ان میں اول الذکر سے افطار افضل

ہے اور آخری یعنی پانی سے افطار ادنیٰ درجہ ہے۔ مستحب یہ ہے کہ کھجور کے تین یا پانچ یا سات دانوں سے افطار کیا جائے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُفْطِرُ عَلَى رُطْبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ فَعَلَى تَمْرَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ» (معجم طبرانی)

”رسول اللہ ﷺ تازہ کھجوروں کے ساتھ نماز سے پہلے افطار کرتے تھے، اگر تازہ نہ ہو تیں تو خشک کھجوروں کے ساتھ، اگر یہ بھی نہ ہو تیں تو پانی کے چند گھونٹ بھر لیتے۔“

(۳) افطار کے وقت دعا پڑھنا بھی مسنون ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ افطار کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:-

«اللَّهُمَّ لَكَ صُومْنَا، وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْنَا، فَتَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ» (سنن أبی داود)

”اے اللہ! ہم نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کر رہے ہیں۔ پس ہم سے قبول فرما، بے شک تو ہی سننے (اور) جاننے والا ہے۔“

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي» (سنن ابن ماجہ و هو صحیح)

”اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت جو ہر چیز پر وسیع ہے، (کے وسیلے) سے سوال کرتا ہوں کہ میرے گناہوں کی مغفرت فرما۔“

(۴) سحری کھانا سنت (موکدہ) ہے۔ یعنی رات کے آخری حصہ میں روزہ کی نیت سے کھانا اور پینا۔

اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«إِنَّ فَضْلَ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحْرِ» (صحیح مسلم)

”ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ میں سحری کھانے کا ہی فرق ہے۔“

اور فرمایا: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَتَةً» (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”سحری کھاؤ اس لئے کہ سحری میں برکت ہے۔“

(۵) سحری رات کے آخری اوقات تک مؤخر کرنا بہتر ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ وَأَخَّرُوا السُّحُورَ» (مسند أحمد و هو صحیح)

”میری امت اس وقت تک بھلائی میں رہے گی جب تک وہ افطار جلدی اور سحری مؤخر کرے

سحری کا وقت رات کے آخری نصف سے شروع ہوتا ہے اور صبح صادق سے چند منٹ قبل تک باقی رہتا ہے۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالشُّحُورِ؟ قَالَ: قَدَرُ خَمْسِينَ آيَةً» (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی، پھر آپ نماز کیلئے اٹھے، میں نے دریافت کیا اذان اور سحری میں کتنا وقفہ تھا؟ کہا ”پچاس آیات کریمہ کا اندازہ۔“

تنبیہ:

(۱) صبح صادق ہونے میں شک ہو تو کھاپی^(۱) سکتے ہیں، لیکن جب صبح کا یقین ہو جائے تو رک جانا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾
(البقرة ۱۸۷/۲)

”اور رات کے سیاہ دھاگے سے صبح کا سفید دھاگہ واضح ہو جانے تک کھاؤ اور پیو۔“

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے کہا ”میں سحری کھا رہا ہوں جب صبح کا شک ہو جائے تو آیا کھانا بند کر دوں؟“ فرمایا ”جب تک شک ہے کھاتا رہ اور جب صبح کا یقین ہو جائے تو پھر رک جا۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ)

ج - روزے کے مکروہات:

بعض چیزیں ایسی ہیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا، مگر وہ روزہ کیلئے ناپسندیدہ ہیں اور فساد روزہ کا موجب بن سکتی ہیں مثلاً:

(۱) وضو کے وقت کلی کرنے اور ناک میں پانی داخل کرنے میں مبالغہ کرنا۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«وَبَالِغٌ فِي الْإِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا» (أصحاب السنن وابن خزيمة وصححه)

”ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرالایہ کہ تو روزے سے ہو۔“

(۱) جمہور فقہاء کا مذہب یہی ہے کہ صبح صادق واضح ہونے تک کھانا پینا جائز ہے، البتہ امام مالکؒ کہتے ہیں کہ ”طلوع صبح کے شک کے وقت کھانے پر روزہ قضا کرے۔ اور یہ محض احتیاط کی بنیاد پر ہے۔“ (مؤلف)

باب چہارم: عبادات
رسول اللہ ﷺ نے ناک میں مبالغہ سے پانی ڈالنا اسی خطرہ کی وجہ سے ناپسند کیا ہے کہ کہیں پانی اندر نہ چلا جائے اور روزہ خراب نہ ہو جائے۔

(۲) بوسہ دینا۔ اس لئے کہ بوسہ دینے سے شہوت براگینختہ ہو سکتی ہے، جس سے اگر مذی کا خروج ہو یا جماعت ہو جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

(۳) بیوی کی طرف شہوت سے دیکھتے ہی رہنا۔

(۴) جماعت کے بارے میں لگاتار سوچ بچار۔

(۵) عورت کو ہاتھ لگانا، یا اس کے جسم کو اپنے جسم سے لگانا۔

(۶) کوئی چیز منہ میں ڈال کر چبانا، اس لئے کہ ہو سکتا ہے اس کے بعض اجزاء حلق سے نیچے چل جائیں۔

(۷) ہنڈیا سے کھانے کو چکھنا۔

(۸) وضو کے علاوہ بلا ضرورت کلی کرنا۔

(۹) دن کے پہلے حصہ^(۱) میں سرمہ لگانا، البتہ پچھلے حصہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۰) سیگی کے ذریعہ یا ”نصد“ کھول کر خون نکالنا، اس لئے کہ اس سے کمزوری ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ معاملہ انظار پر منتج ہو جائے۔

نواں مادہ روزہ توڑنے والی چیزیں، جائز اور قابل معافی امور

الف - روزے کو باطل کرنے والی چیزیں

(۱) کوئی مانع چیز، ناک کے ذریعہ یا آنکھ اور کان میں قطرے ڈالنے سے، یا دبر و قبل کے راستہ سے معدہ میں پہنچ جائے، جیسا کہ ٹیکہ وغیرہ میں ہو سکتا ہے۔

(۲) وضو وغیرہ میں کلی یا ناک میں پانی داخل کرتے ہوئے پانی اندر چلا جائے۔

(۳) ایک چیز کو بار بار دیکھنے، یا سوچ و بچار کرنے، یا بوسہ دینے یا اکٹھے سونے کی وجہ سے منی کا خروج۔

(۴) جان بوجھ کر قے کرنا، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَنْ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ» (سنن أبی داود و سنن ترمذی)

(۱) آنکھ میں سرمہ لگانا کسی کے ہاں بھی ناقض روزہ نہیں ہے، مؤلف کے نزدیک دن کے اول میں ناپسند ہے جبکہ آخری حصہ میں ناپسند نہیں ہے۔ مگر یہ تفریق بلا دلیل ہے۔ (الاثری)

”جو عداوت کرتا ہے وہ قضا کرے۔“

البتہ بلا اختیار آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۵) جبر کی صورت میں کھانا پینا اور جماع کرنا۔

(۶) یہ سمجھ کر کھانا پینا کہ ابھی رات ہے، مگر صبح ہو چکی تھی۔

(۷) یہ سمجھ کر کھانا پینا کہ سورج غروب ہو گیا ہے، مگر ابھی دن کا وقت تھا۔

(۸) بھول کر کھانے پینے کے بعد یہ سمجھ کر کھانی لینا کہ اب روزہ ٹوٹ گیا ہے۔

(۹) کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز کا منہ کے ذریعہ سے پیٹ میں چلے جانا۔ جیسا کہ موتی یا دھاگہ نگل لینا اس لئے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ”روزے کا تعلق اندر جانے والی چیز کے ساتھ ہے نہ کہ باہر نکلنے والی چیز کے ساتھ۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ)

اس قول میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ ہے کہ پیٹ میں کوئی چیز چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، لیکن کسی چیز کے (از خود) خارج ہونے سے نہیں۔ جیسا کہ خون یا قے وغیرہ۔

(۱۰) بلا تاویل روزہ کی نیت ختم کرنے سے، چاہے کوئی چیز نہ کھائے اور نہ پئے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ہاں اگر نیت توڑنا کسی تاویل کی بنیاد پر ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۱۱) اسلام سے ارتداد اور پھر دوبارہ اسلام میں آجانے سے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَیْسَ أَشْرَکْتَ لِیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ﴾ (الزمر ۳۹/۶۵)

”اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل ضائع ہو جائیں گے اور تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔“

مذکورہ بالا امور^(۱) سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس دن کی قضا لازم ہوگی جس میں روزہ فاسد ہوا تھا، مگر ان میں کفارہ نہیں ہے۔

روزے کا کفارہ کب واجب ہوتا ہے؟

(۱) جبر کے بغیر عداوت مجامعت کرنا، اس لئے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ”ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا ”یا رسول اللہ ﷺ! میں ہلاک ہو گیا!“ آپ نے فرمایا ”کس چیز نے تجھے ہلاک کر دیا؟“ اس نے کہا ”رمضان المبارک میں میں نے اپنی عورت سے جماع کر لیا ہے۔“ فرمایا ”کیا ایک غلام موجود ہے جسے آزاد کر سکو؟“ اس شخص نے کہا ”نہیں“ فرمایا ”دو ماہ لگاتار روزے رکھ سکتے ہو؟“ کہا ”نہیں“ فرمایا ”کیا ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟“ عرض کی ”نہیں“ اور پھر وہ بیٹھ گیا۔ رسول

(۱) مؤلف کے ذکر کیے گئے امور میں سے ۵، ۶، ۷، ۸ اور ۱۰ ایسے امور ہیں جو محل نظر ہیں۔ (محمود الحسن اسد)

اللہ ﷺ کے پاس کھجوروں کی ایک زنبیل لائی گئی تو آپ نے فرمایا ”یہ لے جاؤ اور اسے خیرات کر دو“ وہ شخص کہنے لگا ”کس کو خیرات کر دوں؟“ اللہ کی قسم! اس علاقہ میں میرے اہل بیت سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے۔“ رسول اللہ ﷺ ہنسے اور فرمایا:

«إِذْهَبْ فَأَطْعِمَهُ أَهْلَكَ» (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”اسے لے جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔“

(۲) بلا عذر کھانا یا پینا، یہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک کفارے کا موجب ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص نے رمضان میں افطار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے کفارے کا حکم دیا۔ (موطا مالک) اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ”ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا میں نے جان بوجھ کر روزہ افطار کیا ہے۔ آپ نے اسے غلام آزاد کرنے، یا دو ماہ لگاتار روزے رکھنے، یا ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیا۔“ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

ب۔ روزہ دار کے لئے مباح امور:

(۱) روزہ دار دن میں جب چاہے مسواک کر سکتا ہے۔ البتہ امام احمد رضی اللہ عنہ زوال کے بعد مسواک کرنے کو درست نہیں سمجھتے۔

(۲) گرمی کی شدت میں ٹھنڈا پانی استعمال کرنا، چاہے جسم پر ڈالے یا اس میں غوطہ لگائے، کوئی حرج نہیں۔

(۳) رات کے وقت صبح صادق سے پہلے کھانا پینا اور جماع کرنا۔

(۴) کسی جائز ضرورت کیلئے سفر کرنا، چاہے اس کے نتیجے میں روزہ افطار کرنا پڑے۔

(۵) حلال ادویہ استعمال کرنا، جبکہ معدہ تک نہ پہنچیں،^(۱) اگر غذا کے لئے نہ ہو تو وہ بھی اسی قبیل میں داخل ہے۔

(۶) چھوٹا بچہ جو کھانا نہیں چبا سکتا اور اسے اس کی ضرورت ہے، اگر کوئی روزہ دار کھانا چبا کر اس کے منہ میں ڈالے تو مباح ہے، مگر شرط یہ ہے کہ چبانے والے روزہ دار کے معدہ میں کوئی چیز نہ چلی جائے۔

(۷) خوشبو لگانا یا خوشبو دار دھواں لینا بھی مباح ہے، اس لئے کہ شارع علیہ السلام سے اس بارہ میں کوئی ممانعت وارد نہیں ہے۔

(۸) خوشبو لگانا یا خوشبو دار دھواں لینا بھی مباح ہے، اس لئے کہ شارع علیہ السلام سے اس بارہ میں کوئی ممانعت وارد نہیں ہے۔

(۹) خوشبو لگانا یا خوشبو دار دھواں لینا بھی مباح ہے، اس لئے کہ شارع علیہ السلام سے اس بارہ میں کوئی ممانعت وارد نہیں ہے۔

(۱۰) خوشبو لگانا یا خوشبو دار دھواں لینا بھی مباح ہے، اس لئے کہ شارع علیہ السلام سے اس بارہ میں کوئی ممانعت وارد نہیں ہے۔

(۱۱) خوشبو لگانا یا خوشبو دار دھواں لینا بھی مباح ہے، اس لئے کہ شارع علیہ السلام سے اس بارہ میں کوئی ممانعت وارد نہیں ہے۔

(۱۲) خوشبو لگانا یا خوشبو دار دھواں لینا بھی مباح ہے، اس لئے کہ شارع علیہ السلام سے اس بارہ میں کوئی ممانعت وارد نہیں ہے۔

(۱۳) خوشبو لگانا یا خوشبو دار دھواں لینا بھی مباح ہے، اس لئے کہ شارع علیہ السلام سے اس بارہ میں کوئی ممانعت وارد نہیں ہے۔

(۱۴) خوشبو لگانا یا خوشبو دار دھواں لینا بھی مباح ہے، اس لئے کہ شارع علیہ السلام سے اس بارہ میں کوئی ممانعت وارد نہیں ہے۔

ج۔ روزہ دار کو کیا کچھ معاف ہے؟

(۱) تھوک بھینکنے کی بجائے نگل لینا، چاہے زیادہ ہو، اس سے مراد روزہ دار کا اپنا تھوک ہے کسی اور کا نہیں۔

(۲) قے یا طعام کی الٹی، بشرطیکہ زبان کی نوک تک آکر واپس معدہ میں نہ چلی جائے۔

(۳) بلا اختیار مکھی وغیرہ کا اندر چلے جانا۔

(۴) راستے اور کارخانے کا گرد و غبار، یا لکڑیوں کے دھوئیں کا اندر چلے جانا۔ ان کے علاوہ ہر طرح کے بخارات جن سے احتراز ممکن نہیں، اسی میں داخل ہیں۔

(۵) جنبی حالت میں صبح ہو جانا، چاہے سارا دن نہ نما سکے اور جنبی رہ جائے۔

(۶) روزہ کی حالت میں احتلام ہو جانا، اس لئے کہ حدیث میں ہے:

«رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ، وَالنَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَخْتَلِمَ» (رواہ أحمد و أبوداؤد و هو صحیح)

”تین طرح کے لوگ مرفوع القلم ہیں۔ مجنون افاقہ ہونے تک، سونے والا بیدار ہونے تک اور نابالغ بالغ ہونے تک۔“

(۷) غلطی سے یا بھول کر کھاپی لینا مگر امام مالک رحمہ اللہ فرض روزہ میں احتیاطاً قضا کرنے کے قائل ہیں

اور نفل روزہ میں فرماتے ہیں ”قضا نہیں ہے۔“ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلَيْتَمَ صَوْمُهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ» (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”جو روزہ دار بھول کر کھایا پی لے وہ اپنا روزہ پورا کرے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔“

اور فرمایا: «مَنْ أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ نَاسِيًا فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ» (سنن دارقطنی و هو صحیح)

”رمضان المبارک میں جو شخص بھول کر افطار کر لے، اس پر قضا نہیں ہے اور نہ ہی کفارہ۔“

دسوال مادہ

روزے کا کفارہ اور اس کی حکمت کا بیان

الف۔ روزے کا کفارہ:

شریعت کی مخالفت میں کئے ہوئے کسی گناہ کی تلافی کیلئے جو کام کیا جائے وہ کفارہ کہلاتا ہے، اگر ایک شخص نے رمضان المبارک کے دن میں جماع کر لیا، یا عمدہ کھانا کھلایا، یا کوئی چیز پی لی تو ایک بار کے اس جرم کی پاداش میں تین کاموں میں سے ایک کا کرنا اس پر لازم ہے ”مومن غلام آزاد کرے، یا دو ماہ لگاتار

باب چہارم: عبادات

روزے رکھے، یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، گندم یا جو یا کھجور کا ایک مد ہر مسکین کو دے، یعنی جس چیز کی اسے استطاعت ہو، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے اور اگر مخالفت بار بار ہو رہی ہے تو کفارہ بھی متعدد بار ادا کرنا پڑے گا۔ اگر ایک شخص ایک دن جماع کرتا ہے اور دوسرے دن کھاپی لیتا ہے تو اسے دو کفارے دینے پڑیں گے۔

ب۔ کفارہ کی حکمت:

کفارہ اس لئے ہوتا ہے کہ شریعت کو بازیچہ اطفال ہونے سے بچایا جائے اور اس کی حرمت کا تحفظ کیا جائے، جب مسلمان کا نفس گناہ و مخالفت کے نتیجہ میں آلودہ ہو جائے تو کفارہ اس کیلئے تطہیر کا باعث ہوتا ہے۔

بنا بریں کفارہ کیت و کیفیت میں اسی انداز پر ہونا ضروری ہے، جیسا کہ مشروع ہوا، تاکہ صحیح طور پر گناہ کا ازالہ اور نفس پر اس کے اثرات کو زائل کر سکے۔ کفارہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اصل ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ہود ۱۱۴/۱۱۵)

”بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔“

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتَّبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ» (سنن ترمذی و حسنہ)

”تو جہاں بھی ہے، اللہ سے ڈر اور برائی ہو جائے تو نیکی کر، وہ اسے ختم کر دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کا برتاؤ کر۔“

بارہویں فصل

حج اور عمرے کا بیان

[اس میں دس مادے ہیں]

حج اور عمرے کا حکم اور ان کی حکمت

پہلا مادہ

الف۔ حج اور عمرے کا حکم:

حج ہر اس مسلمان مرد اور عورت پر اللہ کی طرف سے فرض ہے، جو اس کی طرف راستہ کی طاقت